گلدستۂ صدق

محفلِ مقاصدہ

بسلسلۂ

عیدِ مُباہلہ

منعقدہ ماہِ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ مطابق جنوری ۱۹۷۴ء

پیشکش

الحاج سیّد علی اکبر رضوی

Q II/176 پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس۔ کراچی



انتساب

گلدستہ قصائد کی پیش کش کو والد بزرگوار جناب سید محمد اشرف صاحب مرحوم کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ قارئین کرام سے بصد ادب استدعا ہے کہ مرحوم کو ایک سورۂ فاتحہ سے یاد فرما کر متشکر فرمائیں۔

الحاج سید علی اکبر رضوی

پیش لفظ

الحمدللہ کہ غریب خانہ پر ۱۹۴۸ء سے محفلِ مقاصدہ منعقد ہو رہی ہے۔ گزشتہ سال یعنی جنوری سنہ ۲۰۰۵ء میں بھی مداحانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی پرخلوص مداح خوانی و شرکت سے مومنین و سامعین کرام مستفیض ہوئے اور انشاءاللہ ہوتے رہیں گے۔

میں جملہ شرکاءِ بزم خصوصاً شعرائے کرام کا تہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے تعاون فرما کر حوصلہ افزائی کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ گلدستہ پہلے سے بہتر ہو۔ اگر کچھ خامیاں رہ گئی ہوں تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

شعرائے کرام کی خدمت میں بصد احترام گزارش ہے کہ قصیدہ خوانی کے بعد اپنے کلام کی ایک نقل منتظم محفل کو عنایت فرمائیں تاکہ کتابت و اشاعت وقت پر ہو سکے اور فراہمی قصائد میں دشواریاں پیش نہ آئیں۔ شکریہ

سید اکبر علی رضوی

فہرست



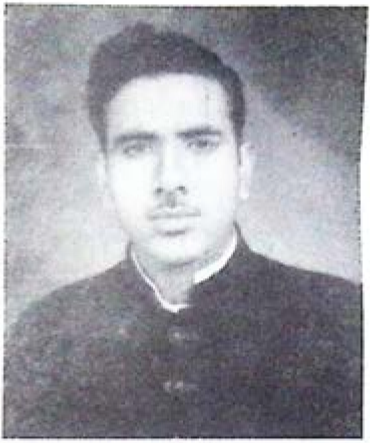
تجمل حسین لکھنوی



رفیق رضوی



اطہر کاظمی

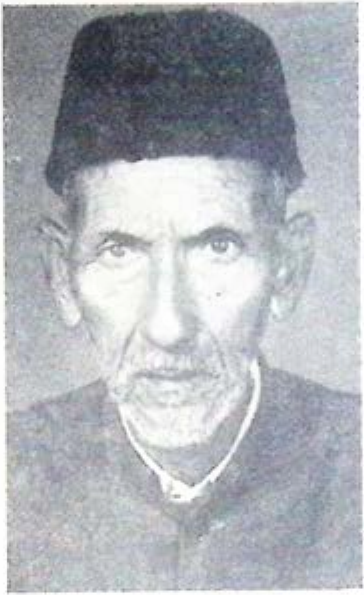


قمر سہارنپوری



ارشاد دہلوی





علامہ سید محسن صاحب
محسن اعظم گڑھی



باور حسین آعظمی



معجز لکھنوی

●●●

صاحب مضمون

●●●



مولانا مشتاق حسین قبلہ ساجدی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مباہلہ

حق و باطل کا انوکھا معرکہ

از

جناب مولانا مشتاق حسین صاحب قبلہ شاہدی مدظلہ العالی

واقعۂ مباہلہ سنہ ۱۰ھ میں واقع ہوا اور فریقین کے مسلمات میں سے ہے تمام مفسرین و محدثین نے واقعۂ مباہلہ کو قلمبند کیا ہے۔ پیغمبر اسلام کی طرف سے دعوت اسلام کا پیغام پہونچنے کے بعد نصاریٰ نجران کی ایک جماعت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئی اُن میں چار سر کردہ افراد وفد کا امیر عاقب اور عالم و پیشوا ابو حارثہ المسیح اور جاثلیق و دوسرے ستر علماء نصاریٰ کے ساتھ مدینہ میں وارد ہوئے ان علماء نصاریٰ کو بادشاہ روم کی طرف سے اعزازات و اکرامات حاصل تھے۔ راستہ میں کرز بن علقمہ جو ابو حارثہ کا بھائی تھا اس نے حضورؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے تو ابو حارثہ نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ خدا کی قسم یہ وہی صادق و امین و برحق پیغمبر ہے جس کا عرصہ سے ہمیں انتظار تھا تو کرز نے کہا پھر اس کی نبوت و رسالت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ حارثہ نے کہا تم دیکھ رہے ہو کہ نصاریٰ کے یہاں سے ہمیں کس قدر مال و دولت اور عزت حاصل ہے اور نصاریٰ اس پیغمبر کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر ہم نے اس کی اطاعت کرلی تو تمام

مال ودولت اور عزت ختم ہوجائے گی۔ کرز اس بات سے بہت متاثر ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں حضوؐر کی خدمت میں پہونچکر مسلمان ہوگیا۔

علماء نصاریٰ خالص ریشمی لباس اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھے۔ جب وفد کے سردار حضوؐر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اس ہیئت کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہیں کی۔ تو وہاں سے وہ اٹھ کر حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے ذریعہ حضرت علیؑ سے ملے آپؑ نے فرمایا غالباً تم اس لباس ریشم اور زینت کے ساتھ حضوؐر کی خدمت میں گئے ہوگے۔ انھوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ سونے کی انگوٹھیاں' یہ ریشمی لباس اُتار کر حضوؐر کی خدمت میں جاؤ حضوؐر تم سے ضرور ملیں گے۔

جب ہیئت بدل کر حضوؐر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انھیں محبت اور عزت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا کہ جب تم پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تھے تو بخدا تمہارے ساتھ شیطان تھا اس لئے تمہارے سلام کا جواب نہیں دیا تاکہ وہ سلامتی میں شامل نہ ہوجائے۔ اس کے بعد مغرب تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ آخر میں ابوحارثہ نے کہا کہ عیسیٰ کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ حضوؐر نے فرمایا کہ وہ خدا کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں اس لئے ابن اللہ ہیں۔ اس وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے

یعنی خدا کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے جنہیں خدا نے (بغیر ماں باپ کے) مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس واضح دلیل کے باوجود وہ اپنی

ضد پر جمے رہے تو جبرئیل آیۂ مباہلہ لے کر نازل ہوئے فمن حاجک فیہ من
بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم ونسانا
ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی

(جو واضح دلیل کے بعد بھی تم سے مجادلہ کرے تو کہدو کہ ہم اپنے
بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو (بیٹیاں) لاتے
ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ۔ ہم اپنی جان کو لاتے ہیں تم اپنی جان کو لاؤ۔ پس
ہم گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت طلب کریں۔) نصاریٰ تیار ہو گئے
اور ۲۴ ذی الحجہ مباہلہ کا دن معین ہوا۔ ادھر مباہلہ کے دن کی صبح کو کوئی شخص
حضور کے ساتھ مباہلہ میں جانے کی تمنا میں نظر نہیں آتا جب پیغمبر اکرم
بروز مباہلہ صبح کو مباہلہ کے لئے روانہ ہوئے تو ایک نواسے کو اٹھائے ہوئے
اور دوسرا نواسہ انگلی تھامے ہوئے تھا۔ جناب سیدہ حضور کے پیچھے تھیں اور
آخر میں امیر المومنین تھے جو ترتیب آیت میں تھی حضور نے لے جاتے ہوئے
اسی ترتیب کا لحاظ رکھا، میدان مباہلہ میں پہونچکر یہ پاکیزہ نفوس دوزانو
ہو کر بیٹھ گئے۔ پیغمبر نے ان پاکیزہ نفوس سے کہہ دیا تھا کہ جب میں دعا
کروں تو آمین کہنا۔ حضور کو دوزانو بیٹھا دیکھ کر ابو حارثہ نے سید اور عاقب
(علماء نصاریٰ کے سردار) سے کہا خدا کی قسم محمدؐ عربی مباہلہ کے لئے اس
طرح بیٹھے ہیں جس طرح برحق نبی بیٹھا کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر ابو حارثہ واپس
لوٹنے لگا تو اس کے ساتھی عالم نے کہا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا ان کے
ساتھ مباہلہ کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں کون ڈالے۔ خدا کی قسم میں ایسے

پاکیزہ اور مقدس چہرے دیکھ رہا ہوں اگر خدا سے سوال کریں کہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو خدا انھیں ہٹا دے گا۔ اگر ان سے مباہلہ کیا گیا تو صفحۂ ہستی سے نصاریٰ کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ابو حارثہ جزیہ پر مصالحت کی غرض سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نے جزیہ پر مصالحت قبول کر لی کہ وہ ہر سال دو ہزار حلّے دیا کریں گے اور ایام جنگ میں تیس نیزے، تیس زرہ اور تیس گھوڑے بھی دیا کریں گے قرآن حکیم نے آیۂ مباہلہ کے ذریعہ اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے اپنے دامن میں محفوظ کر لیا ہے۔ مباہلہ میں پیغمبر اسلام نے بحکم خدا اپنی نبوت کی تصدیق اور دعا کی قبولیت کے لئے اہل بیت کو شریک کیا جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلام کو اہل بیت کی صداقت واستجابت دعا پر کس قدر یقین تھا اگرچہ نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے لیکن اس تصدیق رسالت کے لئے دعا میں اہل بیت کو شریک کر کے اہل بیت کی منزل استجابت کو واضح فرمایا۔

نصاریٰ اگرچہ غیر مسلم تھے اور پیغمبر سے بحث بھی کر چکے تھے۔ لیکن میدانِ مباہلہ میں پیغمبر کے ساتھ اہل بیت کو دیکھ کر ان کی عظمت اور استجابت دعا کو مان گئے۔ پیغمبر اکرم نے بحکم خدا دو معصوم بچوں اور ایک خاتون کو میدانِ مباہلہ میں لے جا کر اس بات کی وضاحت کر دی کہ تصدیقِ رسالت جیسے عظیم مسئلہ میں بھی گواہی کے لئے اہل بیت کا کم سن ہونا یا خاتون جنت کا اکیلا ہونا رکاوٹ کا سبب نہیں بن سکتا اس لئے کہ بعد پیغمبر بھی

پاکیزہ نفوس افضل خلائق ہیں۔ چنانچہ سید علی ہمدانی نے مودت القربیٰ میں جناب ام سلمٰی کے غلام ابو ریاح (صحابی رسول) سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا:۔ لو علم اللہ ان فی الارض عباداً اکرم من علیؑ و فاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ لامرنی ان اباھل بھم

(اگر خدا کے علم میں زمین پر علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ سے کوئی زیادہ عزت و عظمت والے ہوتے تو خدا مجھے حکم دیتا کہ میں ان کو ساتھ لے کر مباہلہ کرتا)

اس حدیث اور روایات نے یہ ثابت کر دیا کہ بعد پیغمبر افضل خلائق یہی پاکیزہ نفوس ہیں۔ آیۂ مباہلہ میں کئی الفاظ بحث طلب ہیں۔ مگر یہاں صرف "انفسنا" کے سلسلہ میں چند کلمات بیان کئے جاتے ہیں۔ آیۂ مباہلہ میں خداوند عالم نے حضرت علیؑ کو نفسِ رسول کہا ہے۔ اسی بناء پر پیغمبر اکرم حضرت علیؑ کو اپنا نفس فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ استعاب عبدالبر اور خصائص نسائی میں ہے کہ حضور قبیلۂ بنی ثقیف و بنو ربیعہ کو مخاطب کر کے فرمایا (جبکہ انھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا) میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مجھ سے ہے یا میرے نفس کے مانند ہے جو تم سے مقابلہ کر کے تمہاری گردنیں مار دے گا تمہارے اموال لے لیگا اتنے میں حضرت علیؑ آگئے، حضور نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ وہ یہ ہے

صواعق محرقہ، صحیح ترمذی و صحیح نسائی میں ہے کہ پیغمبر نے ایک غزوے میں حضرت علیؑ کو بھیجا۔ فتح کے بعد مالِ غنیمت سے ایک کنیز کو اپنے لئے منتخب کر لیا تو صحابہ سے چار افراد نے عہد کر لیا کہ حضور کی خدمت

میں پہونچ کر علیؑ کی شکایت کریں گے۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں پہونچکر ایک نے کھڑے ہو کر شکایت کی تو حضور نے اس سے اپنا منہ پھیر لیا باقی تینوں نے بھی باری باری یہی شکایت کی تین حضور نے ہر ایک سے منہ پھیر لیا اور آپ کے چہرہ پر غضب نمایاں تھا اور فرمایا:۔ ماتریدون ماتریدون ماتریدون من علی ان علیاً منی و انا منہ و ھو ولی کل مومن بعدی کنز العمال

جلد ۶ صفحہ ۴۰ میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ نے حضور سے پوچھنا شروع کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے۔ بہت سوال کئے گئے لیکن حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علیؑ سے زیادہ محبت ہے تب ایک صحابی نے حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا تو پیغمبر نے صحابہ کی طرف توجہ کرکے فرمایا کہ دیکھو یہ شخص مجھ سے میرے نفس کے متعلق سوال کرتا ہے۔ ریاض نضرہ جلد ۲ میں ابن عباس راوی ہیں کہ قریش کے افراد ایک جگہ بیٹھے حضرت علیؑ کو گالیاں دے رہے تھے ابن عباس ان کے پاس سے گزرے تو ساتھی سے کہا کہ ان کے پاس لے چلو جب ان کے پاس آئے تو کہا کہ تم میں پیغمبر کو کون گالیاں دے رہا تھا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ خدا کے رسول کو گالی دے کر کون کافر ہوگا تو ابن عباس نے کہا کہ علیؑ کو کون گالی دے رہا تھا انہوں نے کہا ہاں یہ بات ہے تب ابن عباس نے کہا کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے پیغمبر کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی اس نے خدا کو گالی دی اور جس نے خدا کو گالی دی تو خدا اسے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔ سنن بیہقی جلد ۱ میں ہے کہ ابن عائشہ

کی مجلس میں ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ افضل صحابہ کون ہے ابن عائشہ نے خلفائے ثلاثہ اور عبدالرحمٰن بن عوف اور طلحہ و زبیر کا نام لیا۔ اس شخص نے حضرت علی کے متعلق پوچھا تو ابن عائشہ نے کہا تو مجھ سے حضور کے صحابہ کے متعلق پوچھ رہا ہے یا حضور کے نفس کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ خدا نے انہیں آیۂ مباہلہ میں "انفسنا" میں نفس رسول قرار دیا ہے تو صحابہ پیغمبر پیغمبر کے نفس کے مانند کیسے ہو سکتے ہیں۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا

(الناس من شجر شتی وانا وعلیٌ من شجرة واحدة ان علیاً منی وانا منہ خلق من طینتی وخلقت من طینة ابراہیمؑ۔ لوگ مختلف اشجار (نسب) سے ہیں میں اور علیؑ ایک شجر (شجر عصمة وطهارة) سے ہیں یقیناً علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں وہ میری طینت سے ہے اور میں طینت ابراہیم سے ہوں

منقبت حضرت علیؑ بسلسلۂ عید مباہلہ

بہار آئے جو گلشن میں وہ بہار آئے
درود پڑھتی ہوئی بادِ مشکبار آئے

علیؑ کا نام زباں پر جو بار بار آئے
سکونِ قلب ملے جان کو قرار آئے

علیؑ کے عشق میں ہستی کو جو گزار آئے
قسم خدا کی مقدر کو وہ سنوار آئے

جو جامِ حُبِ علیؑ پی کے بادہ خوار آئے
کہو نہ مست انھیں وہ تو ہوشیار آئے

علیؑ ہے قاسمِ نار و جناں خدا کی قسم

کوئی یہ پوچھے نبیؐ سے جو اعتبار آئے
علیؑ کی زوجۂ طاہر ہیں فاطمہؑ زہرا
علی کے واسطے دنیا میں ذوالفقار آئے

علیؑ کے وصف کو جانے خدا کا نبیؐ
ہمیں علیؑ کو پرکھنے کا کیا شعار آئے
علیؑ کے سامنے دنیا میں کون آئیگا
علیؑ جہان میں جب صاحب وقار آئے
علیؑ کے نام کو دل سے پکار کر دیکھو
کہ جان و قلب حزیں میں عجب قرار آئے
وصیٔ احمدِ مختار حیدرِ کرّار
جب آئے گلشنِ ہستی میں ذی وقار آئے
خدا کا اور نبیؐ کا علیؑ جو پیارا ہے
تو مومنوں کو علیؑ پر نہ کیوں پیار آئے

یہی ہے قول زمانے میں حق پرستوں کا
علیؑ جہانِ حقیقت میں حق شعار آئے
شمارِ خوبیٔ حیدرؑ کو کیا کرے کوئی
شمار کرنے جو بیٹھو نہ کچھ شمار آئے

ملا نہ ہم کو کوئی مثلِ حیدرؑ کرار
جہاں کے کوچہ و بازار میں پکار آئے
علیؑ کا نام زباں پر نہ کیوں رہے ارشادؔ
علیؑ کے نام سے تسکینِ قلب زار آئے

ارشادؔ دہلوی

مباہلہ

مباہلہ کو رسول فلک وقار آئے
بڑھانے دین الہیٰ کا اعتبار آئے

محمد اور محمدؐ کے ورثہ دار آئے
نگاہ حق میں جو بیحد تھے باوقار آئے

حسنؑ حسینؑ علےؑ ایسے باوقار آئے
نبیؐ کے ساتھ امامت کے تاجدار آئے

سوائے پنجتن پاک کوئی اور نہیں
تھا جن پہ جن پہ صداقت کا اعتبار آئے

نہ تھا خدا کی خدائی میں جن کا مثل کوئی
جو منفرد تھے وہ یکتائے روزگار آئے

وہ بھولی بھولی حسنؑ اور حسینؑ کی شکلیں
کریں جو غصہ تو غصہ پہ ان کے پیار آئے

خدا وہ ایک ہے جو منقسم نہیں ہوتا
یہ راز کرنے نصاریٰ پہ آشکار آئے

نظر پڑی تو نصاریٰ کو یہ یقین ہوا
ہر ایک طرح کا جن کو ہے اختیار آئے

غضب ہے ان کا قیامت نہیں تو کیا کہنا
فلک سے پھول برسنے لگیں بہار آئے

مطیع مہر ہے مغرب سے اس کا آنا کیا
ہزار بار کہیں تو ہزار بار آئے

غرضکہ فرق نصاریٰ ہوا نہ پھر اونچا
وہ جتنا نشۂ نخوت تھا سب اتار آئے

خدا نے اس لئے بارہ امام خلق کئے
بہار باغ امامت میں بار بار آئے

لحد سے ساتھ ہیں حیدر کے مثل گرد قدم

جہاں میں رہ کے جدائی کے دن گزار آئے

صدا دی ایک نے ربذہ سے اک نے سولی سے

انھیں پکارنے والے انہیں پکار آئے

ابوتراب کے دشمن رسول کے دشمن

دلوں میں ان کی طرف سے نہ کیوں غبار آئے

ولا علی کی مٹا دیتی ہے گناہوں کو

کہیں رسول تو کیونکر نہ اعتبار آئے

تجمل آل نبی کا غلام ہوں کیا غم

میری بلا سے قیامت ہزار بار آئے

تجمل صاحب لکھنوی

مباہلہ

رفیق صاحب رضوی

جو بات آئے زباں پر وہ حق شعار آئے
کہ لفظ لفظ پہ دنیا کو اعتبار آئے

وہ طور ہو کہ انوکھا جسے ہر ایک کہے
وہ طرز ہو کہ دل و جان کو قرار آئے

وہ رنگ ہو کہ زمانہ جسے پسند کرے
وہ ڈھنگ ہو کہ مشیت کو جس پہ پیار آئے

ہماری بزمِ سخن میں ہماری محفل میں
ہو بار بار کی خواہش جو ایک بار آئے

ہر ایک شعر کے دامن میں ہو تفکر کی
وہ آبِ تیغ تخیل پہ جس سے دھار آئے

ہو حرف حرف میں جس کے نہاں وہ کیف و سرور
کہ بیت بیت پہ جبریل کو خمار آئے

یہ جستجو ہے کہ ہو بات، بات سے پیدا
یہ فکر ہے کہ نہ اک لفظ ناگوار آئے

بشکلِ نظم وہ ذکرِ جمیل ہو رضویؔ
کہ جس میں نام محمدؐ کا بار بار آئے

نصیری چیخ اٹھے دیکھ کر رسول کی شان
وہ آئے مقصدِ منکرین رندگار آئے۔

مختار ہی نہ صحابی نہ مالدار ہی
مباہلے کو فقط پانچ ذی وقار آئے

سروں پہ تاجِ شفاعت، نظر میں حلم و عطا
گلے میں ڈال کے صلِّ علیٰ کا ہار آئے

علیؑ تو تھے ہی مکرم، مباہلے میں رسولؐ
حسنؑ حسینؑ کی بھی شخصیت نکھار آئے

یہ وہ ذوات ہیں مہرِ مبیں کو مغرب سے
جو بار بار بلائیں تو بار بار آئے

جھکائیں سر کو تو کعبہ پئے سلام جھکے
چلیں تو راہ میں فردوس کی بہار آئے

متاعِ قلب گنوانے، سکوں کو کھونے
مقابل اِن کے نصاریٰ بد شعار آئے

نگاہ و عقل پہ بحرانیوں کے چیخ اٹھے
کہ بن دئے ہوئے جزیہ نہ اب قرار آئے

جو زلفِ فکرِ مخالف الجھ گئی تھی اُسے
رسول شانۂ کردار سے سنوار آئے

نگاہ و قلبِ نصاریٰ پہ جہل و ظلمت کا
خدا گواہ کہ اک بوجھ تھا اُتار آئے

پئے حفاظتِ دینِ مبین اے رضوی
جب آئے، احمدِ مرسل کے ورثہ دار آئے

قطعہ

جناب سید حسن رضا صاحب جلالوی

کسا میں دیکھنے والے تھے جبرئیل امیں
کہ کون کون ہیں اربابِ علم صدق و یقیں
مباہلہ پہ اتمام حجتِ حق تھا
کہ صادقین کو میدان میں دیکھیں اہلِ زمیں

تھا مقصدِ غدیر رسالت تمام ہو
تکمیلِ دیں ہو کارِ نبوت تمام ہو
نجران کا مباہلہ اس واسطے ہوا
نفسِ نبی کو دیکھ لیں حجت تمام ہو

قطعہ

یہ ڈیل ڈول یہ قامت کسے دکھاؤ گے
خموشی افضل و بہتر ہے منہ کی کھاؤ گے
مقابلہ ہے صداقت کا مرحبی کا نہیں
یہاں علم بھی نہ تم لیکے جانے پاؤ گے

★

صاحبِ صدق و صفا صاحبِ عصمت نہ کہوں
والی و وارث اقلیم طہارت نہ کہوں
ترجمہ میں تو ہر اک بیت کا گھر ہی کرتا
در پہ رضواں جو نظر آئے تو جنت نہ کہوں

جناب سید حسن رضا صاحب جلالوی

پلانے پھر وہی ساقی وہی خمار آئے
کہ جس سے روئے مودت پہ پھر نکھار آئے

جوں ہی غدیر سے اٹھے خمارِ دل نے کہا
خدا کرے اسی صورت سے پھر بہار آئے

درِ بہشت پہ سنکر علیؑ علیؑ کی صدا
پکاریں حوریں وہ کوثر کے بادہ خوار آئے

قلم جو مدحتِ حیدر کے واسطے اٹھا
تصورات بھی آئے تو مشکبار آئے

کہا نبی نے سمجھ لو وہی ہے دستِ خدا
فلک سے جس کے لئے آج ذوالفقار آئے

غدیر تیرے ببولوں کی چھاؤں میں پیکر
نظر میں جھومتے جنت سے لالہ زار آئے

غدیر دشت تھا لیکن تھا چشمِ حق پیما
کسی کو گل نظر آئے کسی کو خار آئے

کرم کا ساقی کے کیونکر نہ اعتبار آئے
جو اس کے لب پہ مرا نام بار بار آئے

رجب کی ۱۳ کو کعبہ میں پی غدیر میں لی
مباہلہ میں ترے رند پر خمار آئے

وہ اٹھا ابروہ زلفِ مباہلہ بکھری
وہ نخلِ روئے مودت پہ برگ و بار آئے

عجب ہے کیفیت میخانۂ مودت کی
شراب آئے نہ آئے مگر خمار آئے

نجف میں بس گیا جا کر تو لے دلِ عرفاں
کہاں کہاں تجھے اہلِ حرم پکار آئے

سنا ہے باغ میں اک دن بہار آئی تھی
وہ دن وہی تھا جو ہم قید میں گزار آئے

صداقتوں کے جو پیکر کسا میں مخفی تھے
مباہلہ میں وہی صاحبِ وقار آئے
کہا رسول نے کل ان کو لیکے جاؤں گا
کہ حق کو جن کے حق ہونے کا اعتبار آئے
یہ سُن کے بہتوں نے کی تیر تو یہ اور دمِ صبح
مثال گریہ سکین و اشکبار آئے
مگر نبی نے نہ دیکھا کسی کی جانب بھی
درونِ خانۂ زہرا بصد وقار آئے
وہاں سے نکلے تو انگلی حسنؑ کی تھامے تھے
حسینؑ سینۂ پُرنور پر سوار آئے
طہارتوں کی جلو میں عقب میں زہراؑ تھیں
علیؑ بھی پشت پہ باشان افتخار آئے
جو دیکھیں نور کی شکلیں نصاریٰ چیخ پڑے
وہ دیکھو سامنے انوارِ کردگار آئے

یہی ہیں پیکرِ نورِ خدائے عز و جل
جو اِن کے سامنے آئے وہ بدشعار آئے
قسم خدا کی یہ سچے ہیں صادقینِ باعصمت
وہ بدشعار ہے جس کو نہ اعتبار آئے

مُباہلہ

قائم امروہوی

وہ میکدے کا کھلا در وہ بادہ خوار آئے
شرابِ نابِ ولا کے اُمیدوار آئے

وہ شاعرانِ خوش الحان و باوقار آئے
وہ بزمِ مدح و ثنا کے جارہ دار آئے

سجی وہ بزم تصورِ مباہلے کے لئے
تخیلات کے سارے شریکِ کار آئے

وہ کاروانِ ضلالت مباہلے کو چلا
مقابلے میں شیت کے رازدار آئے

وہ آسماں کو لرزہ ہوا زمیں کانپی
وہ روبروحق و باطل کے شاہکار آئے

کبھی کھلی ہی نہیں تھی جو بد دُعا کے لئے
اب اس زبان پہ کیا بد دُعا کا بار آئے

وہ دل کہ روزِ ازل سے ہے مطلعِ انوار
وہ آئینہ نہیں جس پر کبھی غبار آئے

نظر نظر سے ملی تھی کہ دل پکار اُٹھے
کسے نہ اُن کی صداقت پہ اعتبار آئے

نگاہِ نور سے چہروں کی تاب لا نہ سکی
شگفتہ رو جو گئے تھے وہ شرمسار آئے

بڑے غرور سے پہنچے مباہلے کو مگر
متاعِ قلب و نظر اِک نظر میں ہار آئے

جو باوقار تھے آخر وہ باوقار رہے
بہ افتخار گئے تھے۔ بہ افتخار آئے

بساطِ ہستیٔ تاریک جگمگا اُٹھی
الٰہی ایسا تصور ہزار بار آئے

صبا ملے ہیں گئے تھے جو ایک بار فقط
وہ میری بزم تصور میں بار بار آئے

بس ایک چشم کرم کا ہوں منتظر قاسم
کبھی تو میرے گلستاں میں بھی بہار آئے

مُباہلہ

قمر سہارنپوری

زباں پہ اسمِ محمدؐ جو بار بار آئے
ریاضِ زیست میں کیونکر نہ پھر بہار آئے

نبیؐ کے عشق سے معمور ہو وہ دل کیسے
علیؑ کے ذکر سے جس میں کوئی غبار آئے

جو آنا چاہے یہاں اذنِ عام ہے اسکو
یہ بزمِ آلِ نبیؐ ہے ہزار بار آئے

نبیؐ لئے ہوئے ہمراہ آل کو اپنی
مباہلہ کو بصد عزّ و افتخار آئے

جو دیکھا پنجتنِ پاک کو نصاریٰ نے
اٹھا یہ شور کہ خاصانِ کردگار آئے

یہ کاروانِ محمدؐ نہیں ہے میدان میں
پئے جہادِ مشیّت کے شاہکار آئے

یہ اپنے ہاتھ اُٹھا دیں جو بدُعا کیلئے
صفوں میں لشکرِ باطل کی انتشار آئے

ہیں ان میں فاطمہؑ زہرا، علیؑ، حسینؑ و حسنؑ
نبیؐ کے ساتھ فقط حق کے جانثار آئے

نہ عشق کیوں ہو ہمیں پنجتن سے اے واعظ
یہ صورتیں ہی ایسی کہ جن پہ پیار آئے

انہیں کا ذکرِ مقدس ہے محفلوں میں قمر
جو کر کے دامنِ باطل کو تار تار آئے

مُباہلہ

سید محمد عباس مشہدی

خزاں کے دور میں پیغام برگ و بار آئے
زہے نصیب جو گلشن میں نو بہار آئے

نثار ساقی جاں نا نہ پھر گھٹا چھائی
مصلے چھوڑ کے مسجد سے بادہ خوار آئے

چلا تو شوق میں دیدار کے ہوں اہل جنوں
بُرا اس دل ہے نظر پھر نہ شرمسار آئے

نہ طور شرط نظر ہے نظر نہ شرطِ شعور
عطا نگاہ ہو جس کو وہ کامگار آئے

جو زاویہ ہو نظر کا جدا تو حسنِ ازل
تری تلاش میں سرگرداں بیقرار آئے

فدائے مشقِ ستم ہو جو عزم مستحکم
یقینِ غم کا تصور بھی سازگار آئے

تقابلِ حق و باطل تھا مقتضی ورنہ
رسولِ حق کے مقابل میں بدشعار آئے

مظاہرہ ہے نبوت کے رشتہ داروں کا
مباہلہ ہے ذرا کوئی دعویدار آئے

ابھی بھی تشنہ تشریح ہیں اے آلِ نبی
تمہاری شان میں قرآں کے بیشمار آئے

ہوئی جو بند لحد اپنی کھل گئیں آنکھیں
فرشتے بولے اٹھو شاہ ذوالفقار آئے

نگاہیں رندوں کی اٹھتے ہیں شہیدی تم پر
کہاں کے آپ سر بزم ہوشیار آئے!

مُباہلہ

علامہ محسن اعظم گڈھی صدر بزم

شکست کھا کے جو میدان سے نابکار آئے
کہا حیا نے خجالت کے ذمہ دار آئے

٭

مباہلہ سے رسول کریم یوں پلٹے
چمن سے جیسے تبسّم بلب بہار آئے

٭

حسنؑ حسینؑ علیؑ فاطمہ رسول کریمؐ!
بہ انکسار گئے اور بہ افتخار آئے

٭

مال کار نصار لے زعیم سے پوچھو
گئے تلاش مسرت میں اشکبار آئے

٭

یہ جبر یا بخوشی منفعل ہوئے تو سہی
دل و دماغ میں گو وسوسے ہزار آئے

٭

ادھر سے قوم نصاریٰ کا اک گروہ چلا
ادھر سے چند محمدؐ کے رشتہ دار آئے

٭

دروغ گوئی پہ جس کی اساس ہو محسنؔ
بتاؤ کیسے ہمیں اس پہ اعتبار آئے

مُباہلہ

نفیس

زمانے بھر کے فرائض کا لیکے بار آئے
جہاں میں آئے تو مجبوُر اختیار آئے

لحد کے گوشے میں یوں تھک کے سو گئے اک بدن
کہ جیسے سر سے کسی وزن کو اتار آئے

جنون و عقل کی اس کشمکش کو کیا کہیئے
کبھی چمن میں کبھی دشت میں گزار آئے

سنی تو اپنی ہی آوازِ بازگشت سنی
کہاں کہاں نہیں جا جا کے ہم پکار آئے

کبھی ہیں لب متبسّم۔ کبھی ہیں چشم پر آب
مجال کیا کہ کسی شکل میں قرار آئے

وفورِ غم سے لبوں پہ ہے کب سے جانِ حزیں
یہ وقت ہے کہ مسیحائے روزگار آئے

بہار ہی پہ نہیں منحصر۔ جو وہ چاہیں
خزاں کے دور میں بھی لذتِ بہار آئے

کبھی تو مائلِ الطاف ہو نگاہِ کرم
کبھی تو بندہ نوازی بروئے کار آئے

تپے جو آگ پہ آہن تو اور آب بڑھے
بشر پہ سوزشِ غم سے نہ کیوں نکھار آئے

ازل سے ہم تو لئے طبع سازگار آئے
بلا سے اپنی خزاں آئے یا بہار آئے

مدد کو آتے ہیں مولاؑ ہماری مشکل میں
تو مشکلوں پہ ہمیں اپنی کیوں نہ پیار آئے

ہو پنجتنؑ کی غلامی پہ کیوں نہ فخر ہمیں
جو لے کے ساری خدائی کا اختیار آئے

نبیؐ کے سامنے اس طرح آئے نجرانی
کہ سامنے جیسے خورشید کے غبار آئے

حسنؑ حسینؑ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ رسولِ خدا
مباہلے کو بہ منشاء کردگار آئے

جو پنجتنؑ نظر آئے۔ تو اہلِ نجراں نے
سمجھ لیا کہ یہ قدرت کے شاہکار آئے

کہا یہ دل میں کہ ان سے مباہلہ جو کیا
تو ہے یقیں کہ قیامت کا خلفشار آئے

یہ وہ ہیں جو کہ اگر بد دعا کا قصد کریں
زمیں لرز اٹھے جنبش میں کوہسار آئے

یقین اپنی ہزیمت کا ہو جو باطل کو
تو کیوں نہ ذہن میں منصوبۂ فرار آئے

قبول کر لیا جزیہ بہ مصلحت لیکن
نہ راہِ راست پہ بیدین و بدشعار آئے

نفرین کیا کہے حق ناشناس لوگوں کو
جنھیں نہ قربِ محمدؐ بھی سازگار آئے

مزاح

سید نذیر حسین کاظمی ایڈوکیٹ

مواخذہ کی فکر ہے مشاہدہ کی بات ہے
میں شاعروں میں اچھنا معراج حادثات ہے

کچھ شاعری قدیم تھی کچھ شاعری جدید ہے
میرا سخن جدید تر دورِ ترقیات ہے

دیوان پڑھنا چھوڑ دو غالب بیچارہ اٹھ چکا
میرا کلام فی البدیہہ از غیبِ آمدات ہے

مانوں جو جوش لکھ سکے ہو فیضِ طبع آز
میرا کلام بذلہ سنج مرغوب شاعرات ہے

وہ جذبہ ہے کلام میں وہ سحر ہے بیاں میں
سب شاعروں کی شاعری کو موت ہے ممات میں

بس داد دیتے جائیے ہر شعر طوفاں خیز پر
میری گلابی شاعری جاوید ہے حیات ہے

بار الٰہ دے مجھے شاگرد اک فرزانہ خو
جو میری یادگار ہو چھوٹی سی مناجات ہے

سکتہ ہے اہل بزم پر حیران ہے سخن وری
طبع رواں میں تیزی جہلم ہے یا فرات ہے

اس شاعری پہ دوستو سارے انعام ہیچ ہیں
موزوں تر معاوضہ گدڑ کا حوالات ہے

سیمپل بریف دے دیا تنقید کی نہ ہمت نہ ہو
مضمون دیری لانگ ہے اور وقت ویری شارٹ ہے

منقبتِ مباہلہ

سید نذیر کاظمی
ایڈووکیٹ

ہے ضد کہ ساغرِ عرفاں بار بار آئے
سکونِ تلب ملے، رُوح کو قرار آئے
گئی جو نکہتِ مے کوئے میگساراں تک
گھٹے وہ انساں، گھٹے خیزاں ست وار آئے
بڑھے ہیں لے کے وہ جام سفال ہاتھوں میں
لٹا دے میکدہ ساقی کہ بادہ خوار آئے
ہر ایک غرق تمنا ہے خُم کا خُم پی لوں
وفورِ کیف بڑھے، لوٹ کر خمار آئے

یہ جام جام طہورا ہے شیخ جی پی لو
یہ جام جام ولا ہے ذرا نہ عار آئے

بڑھی ہے بادۂ عرفاں سے قوت ایقاں
بہ ذوقِ جذبِ تقدس جو دیندار آئے

میں کیوں نہ ذکر کروں کچھ مبلغے کا حضور
ذرا جو ہوش میں وارفتہ بادہ خوار آئے

جہاں میں خلقتِ آدم سے تا بہ ختمِ رسل
نبی رسول جو اک لاکھ کچھ ہزار آئے

بحکم ایزدی مامور سب ہوئے لاریب
ہر ایک دور میں افسر بخاص کار آئے

مٹانا اک سے زمانے سے فسق کا غلبہ
نئی لگن سے نئی دھن سے باوقار آئے

جو فرضِ منصبی آدم کا تھا ہوا پورا
زبہرِ تزکیہ پھر نوحِ کامگار آئے

بہ گوشمالیِ فرعون، موسیِ حق گو
بہ زورِ نصرتِ ہارُنِ جان نثار آئے

زمانہ بہکا جو نمرود کی خدائی سے
خلیلِ ربِّ جلیل آزمودہ کار آئے

گئے جو دُور چلے یعقوب نوکری اپنی
جناب یوسفِ کنعانِ گل عذار آئے

مچایا غلغلہ داوٗد کی نجابت نے
دکھانے راہِ جناں، خضرِ نامدار آئے

صحیفے دفترِ لاہوت سے ہوئے جاری
پئے فلاحِ بشر، حکم آشکار ہوئے

بچھائیں راہ میں آنکھیں جناب عیسیٰ نے
کہ گویا آخری مرسل کے پیش کار آئے

غرض کہ آئے بہت مرسلینِ صدق و صفا
غرض تھی شیشۂ تہذیب پر نکھار آئے

رسولِ آخری آئے محمدؐ احمدؐ
زہے نصیبِ زمانہ، کہ شاہکار آئے

ہوئے اسیرِ تذبذب اکابرِ نجراں
نظر میں دھول، دل و عقل پر غبار آئے

بہ زعمِ خودسری ذہن و شعور سرد ہوئے
رسولِ حق کے مقابل میں بدشعار آئے

دلوں میں دعوتِ توحید چبھ گئی ایسے
حسد کی آنکھ میں وادی کا جیسے خار آئے

دلوں میں خوفِ ہزیمت سے یوں تلاطم تھا
کہ جیسے شدتِ سرسام میں بخار آئے

رکی ہوائیں کہ اندازِ معرکہ دیکھیں
جھکی فضائیں، سروقد، کوہسار آئے

اُدھر سے وہب چلے لے کے کنبۂ گمراہ
اِدھر، محاذ پہ، کونین کے مدار آئے

ادھر ظہورِ رسالت، حسین منظر ہے
علیؑ و فاطمہؑ، حسنینؑ، ہمکنار آئے

زمانہ محوِ تماشا تھا چشمِ خاطر سے
پلٹ کے خستہ گئے جس طرح سے خوار آئے

نذیرؔ ہونے لگا کب سخن وَر نامی
زہے نصیب مداحوں میں گر شمار آئے

مُباہلہ

معجز لکھنوی

اُدھر سے چند صلیبی وظیفہ خوار آئے
اِدھر سے مملکتِ حق کے تاجدار آئے

پلٹ پلٹ کے نہ کیونکر وہاں بہار آئے
جہاں کہیں بھی محمدؐ کے گلعذار آئے

کوئی تو جنگ احد میں پئے فرار آئے
کسی کے واسطے گردوں سے ذوالفقار آئے

اُدھر سے تبکدۂ روم کے صنم پہنچے
اِدھر سے خالقِ اکبر کے شاہکار آئے

اُدھر سے آتشِ نمرود کے بڑھے شعلے
اِدھر سے ختم رسل صلعم مثلِ ابرِ بار آئے

نبیؐ، علیؑ ولی، فاطمہ، حسنؑ و حسینؑ ق مباہلے میں یہ سب مل کے ایکبار آئے
جب انکو دیکھا تو گھبرا کے اہلِ شر بولے ق اگر یہ چاہیں ابھی قہرِ کردگار آئے

درود بھیجو نبیؐ پر تو دل کو چین ملے
علیؑ کا نام ابھی لو ابھی قرار آئے

اگر یہ کہہ دیں جلے کھیت پھر ہرے ہو جائیں
اگر یہ چاہیں تو صحراؤں میں بھی بہار آئے

علیؑ و فاطمہؑ زہراؑ حسنؑ، حسینؑ شہید
نبیؐ کے بعد جو سب سے تھے باوقار آئے

کوئی تو پوچھے یہ نجران کے نصاریٰ سے
کبھی کہیں بھی تقابل گلوں کے خار آئے

مباہلے سے یہ منشا تھا ربِ اکبر کا
جہاں کے سامنے تفریق نور و نار آئے

خدا کے دیں کو بچانے کا جب بھی وقت آیا
نبیؐ کے گھر کے ہی افراد بار بار آئے

مقام بدر سے کرب و بلا کے میداں تک
وہی مباہلے والے ہی جانثار آئے

مباہلے میں کچھ انداز کربلا کے بھی تھے
بزرگ آئے جواں آئے شیرخوار آئے
جنابِ میثمِ تمّار کے تصدق میں
کسی کے عشق میں معجز بھی سوئے دار آئے

مُباہلہ

معجز جونپوری

انہیں کے تذکرے قرآں میں بار بار آئے
مباہلہ میں جو افرادِ ذی وقار آئے

جہادِ نفس کی منزل میں وہ قدم رکھے
جو راہِ حق میں متاعِ عزیز دار آئے

مقابلہ پہ نصاریٰ کے نصرتِ حق کو
جو آئے بھی تو پیمبر کے گلعذار آئے

امین و صادق و معصوم اک جماعت کو
لئے رسولِ خدا سوئے کارزار آئے

زبانِ تیغ کے جوہر دکھائے جائیں گے
شکست دینے وہ باطل کو حق شعار آئے

جناب فاطمہ زہراؑ کنیزِ خاص خُدا
زمانہ دیکھ لے کس طرح پردہ دار آئے

جلو میں حضرت شبرؑ حسینؑ گود میں
نبی کے دیں کے محافظ عدو شکار آئے

نبی کے نفس کو دیکھا تو دشمنوں نے کہا
وہ کاروانِ صداقت کے تاجدار آئے

خدا کی ساری خدائی میں جن کا مثل نہیں
مباہلہ میں وہ افرادِ ذی وقار آئے

اسی کے در کی گدائی کا ہے شرف مجھکو
کہ جس کے در پہ زمانے کے تاجدار آئے

پہنچ ہی جائیں گے منزل پہ یا علی کہتے
ہماری راہ میں سنگِ گراں ہزار آئے

ہر ابتلاء ہے گوارا، خدا کرے متجز
مری وفاؤں پہ آقا کو اعتبار آئے

قصیدہ

حیدر یاور حسین صاحب یاور اعظمی

خزاں کا رنگ اڑے حُسن پر نکھار آئے
الٰہی جلد کہیں گل کھلیں بہار آئے

چمن کی جھلسی ہوئی ڈالیوں میں پھول کھلیں
گلوں کی اجڑی جوانی پہ وہ نکھار آئے

فضا چمن میں جو رقصاں ہو ہنس پڑی کلیاں
گلوں کی گود میں گاتی ہوئی ہزار آئے

فضائیں گونج اٹھیں کوئلوں کی کو کو سے
فراز سرو پہ قمری پہن کے ہار آئے

زباں ہلائے جو سوسن تو جاگ اُٹھیں نغمے
جو زلف کھولے تو سنبل نہ سونگھا آئے
چلے وہ سبزے پہ نرگس کی آنکھ کا جادو
کرتا یہ عمر نہ پھر نیند کا خمار آئے
ہر ایک سمت چلے عطر بیز بادِ صبا
ختن سے مشک لئے نافہ تتار آئے
لچکتی شاخوں پہ بلبل کا آشیانہ ہو
گلوں کی راہ سے کانٹے ہٹانے خار آئے
قفس نصیب ہو صیّاد بے نوا گلچیں
یہ دورِ جبر کے ٹلے دورِ اختیار آئے
گلوں کا حُسن زلیخا کی نوجوانی ہو
پلٹ پلٹ کے وہی رنگ بار بار آئے
چمک کے فرش کے ذرّے ہوں عرش کے تارے
چمن میں کاہکشاں لے کے اپنا ہار آئے

مناظرے میں وہ نجرانیوں سے بات بڑھی
مُباہلے میں صداقت کے ذمہ دار آئے

ملا ہے حکم یہ احمدؐ کو ذاتِ واجب کا
کہ گر نہ اپنے نصاریٰ کو اعتبار آئے

تو اپنے نفس و زن و ابن ساتھ لے کر
ہر ایک حق و صداقت کا دعویدار آئے

پھر ایک دوسرے کے حق میں بددعا جو کرے
تو کاذبوں کے لئے لعنتوں کا ہار آئے

حسنؑ حسینؑ، علیؑ، فاطمہؑ کو ساتھ لئے
نکل کے گھر سے رسول فلک وقار آئے

ادھر تو پانچ یہ وحدانیت کے قائل تھے
ادھر سے تین خداؤں کے دعویدار آئے

یہ پانچ نور کے چہرے جو دیکھے اسقف نے
تو وسوسے دلِ مضطر میں بار بار آئے

پکارا قوم کو اپنی مباہلہ نہ کرو
دگرنہ خوف یہ ہے قہرِ کردگار آئے

یہ وہ ہیں ایک اشارہ کریں جو انگلی سے
تو سر جھکا کے سلامی میں کوہسار آئے

ہو آرزو انھیں سر پر جو پاؤں دھرنے کی
تو عرش قدسوں میں خود جھک کے ایک بار آئے

یہ اپنے غیض و غضب کی جو آگ بھڑکا دیں
تو اس کی آنچ سے دوزخ کو بھی بخار آئے

کریں جو ایک اشارہ الٹ پلٹ ہو زمیں
تڑپ کے خاک پہ گردوں بے مدار آئے

دعائے بد کو اٹھائیں جو ہاتھ سوئے فلک
لپک کے شعلۂ دوزخ یہ اضطرار آئے

اسی میں خیر ہے اب صلح کر کے جزیہ دو
دگرنہ قوم مٹے قہرِ کردگار آئے

سنا یہ بات جو اسقف سے ڈر گئے مشرک
جو کر و فر سے گئے تھے وہ شرمسار آئے

پھر آج عید ہے ساقی مباہلے کی پلا
غدیر خم کی پیئے رند پختہ کار آئے

وہ آیا پیر مغاں سیرا جیت کر میداں
شکست دینے جو آئے تھے دل بھی ہار آئے

کھلے ہیں اہلِ ولا کے گلاب سے چہرے
جو خار نکلے گئے تھے وہ دل فگار آئے

اب آج ایسا مودت کا جام دے ساقی
چڑھے وہ نشہ کہ جس میں نہ پھر اتار آئے

وہ مے پلا کہ جسے صالحین پیتے ہیں
وہ مے پلا کہ جسے پی کے پیئے خمار آئے

سبیل کر دے مرے حق میں اک وہ جام ولا
کہ جس پہ کوثر و تسنیم کو بھی پیار آئے

ہو آج اس مئے عرفاں مزاج کی یادش
کہ جس سے گلشنِ ایماں میں پھر بہار آئے
چڑھے جو نشہ تو لکھوں وہ مطلع روشن
کہ جس کی دید کو سورج بھی بے قرار آئے
زمیں پہ عرشِ نبوت کے تاجدار آئے
کہو فلک سے ستاروں کو اپنے وار آئے
یہ وہ ہیں بوذر و سلمان جس کے بندے ہیں
یہ وہ ہیں جن کے علیؑ سے شریکِ کار آئے
یہ وہ صاحبِ عظمت ہیں جن کی خدمت میں
زمیں پہ عرش کے ساکن بہ انکسار آئے
یہ بزم قدس ہیں نعلیں پہنے جاتے ہیں
فرازِ طور پہ موسیٰ جسے اُتار آئے
یہ وہ ہیں سینہ سپر تھے جو دینِ حق کے لئے
یہ وہ ہیں جن کی علیؑ بن کے ذوالفقار آئے

نثارِ عرش کی رفعت ہو ان کے قدموں پر
جو پھر زمیں پہ جا کر فلک کے پار آئے

فلک پہ جائیں تو قوسین ان کی منزل ہو
قدم جو رکھ دیں زمیں پر اُسے قرار آئے

انھیں کا در ہے کہ جس پر فقیر بن بن کر
فرازِ عرش سے کتنے امیدوار آئے

حضور اک نگہِ لطف اپنے یاور پر
کہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل کو بھی قرار آئے

قصیدہ

عنایت حسین عنایت

تجلیوں کا لئے ایک شاہکار آئے
عجیب شان سے محبوب کردگار آئے

وہ دیکھو آئے وہ خاصانِ کردگار آئے
وہ آئے جیسے چمن کی طرف بہار آئے

شکست مانی نصاریٰ نے بیقرار آئے
جو لیکے آل کو شاہِ فلک وقار آئے

کروں جو سیر تو دل کو میرے قرار آئے
الٰہی باغِ سخن میں میرے بہار آئے

رسولؐ اور علیؑ فاطمہ حسینؑ و حسنؑ
مباہلہ میں یہی پانچ ذی وقار آئے

وہ آفتاب ہیں ذرے کو ان سے کیا نسبت
مقابلہ میں علیؑ کے کوئی ہزار آئے

درود اور سلام ان پہ کیوں نہ ہو ہر دم
کہ جن کا تذکرہ قرآں میں بار بار آئے
قصیدہ ہو گیا سرکار کی عنایت ہے
عنایت آج مضامیں جو بار بار آئے

سید محمد ضیائی عابدی

قصیدہ بسلسلۂ عیدِ مُباہلہ

—:—

بہار آئی صبا ہر طرف پکار آئے
کہ میکدہ میں ہر اک رند و بادہ خوار آئے
بنام ساقئ کوثر شراب جنّتی ہے
ہر ایک حیدرِ صفدر کا دوستدار آئے
ولائے آلِ محمدؐ کی مئے پئیں گے سب
یہ عزم کر کے یہاں سارے میگسار آئے
ہر اک کو پانچ گلاس آج بھر کے دے ساقی

یہ سب ہیں پنجتنی جتنے جرعہ خوار آئے
ہو بیخودی میں کبھی عالم زباں کا یہ ساقی
کہ لب پہ نام علیؑ میرے بار بار آئے

اگر بہ لغزش مستانہ یہ قدم بہکیں
تو جا کے وادیٔ نجران میں قرار آئے
نہ تاب لا سکے موسیٰ جمالِ احمد کی
وہ کوہِ طور سے ظاہر ہے بیقرار آئے
وہاں کے اہل کلیسا جو ہیں نصاریٰ کچھ
رسُولِ حق سے اُلجھنے وہ نابکار آئے
کیا رسُول نے تم سے مُباہلہ ہو گا
جو تُم میں سب سے بڑا ہو وہ دیندار آئے
ہر اک کے ساتھ ہو اولاد سب کی سب زن و مرد
قریب کا جو ہو کوئی وہ رشتے دار آئے
دُعا خدا سے یہ مانگیں ہو حق کو فتح نصیب
جو اہلِ ظلم و ستم ہو ذلیل و خوار آئے
مُباہلہ کو چلے جب محمدؐ عربی
تو ہمرہی کو بہت سے امّید وار آئے

مگر رسُول نے روکا انہیں اشارے سے
کہ میرے ساتھ نہ کوئی گُناہ گار آئے

نہ آئے کوئی مُنافق نہ کوئی اہل ریا
نہ آئے کوئی صحابی نہ یار غار آئے

نہ کوئی صاحب ثروت چلے گا میرے ساتھ
نہ آئے کوئی غنی اور نہ مال دار آئے

فقط وہ آئیں مل جن کو عصمت کبریٰ
اثر سے جا کے دُعا جن کی ہمکنار آئے

مباہلہ کو مدینے کے تاجدار آئے
خُدا کے نور مجسّم بسوئے نار آئے

چلے رسُول کچھ اس طرح دشت نجراں کو
کہ انکے ساتھ علی لے کے ذوالفقار آئے

جناب فاطمہ زہرہ تھیں اور حُسینؑ و حسنؑ
علیؑ کے لال محمدؐ کے گل عذار آئے

جب آئے پنجتنِ پاک تو ملک بولے
وہ دیکھو علم الہٰی کے رازدار آئے
وہ مشرکین سے میدان بھر گیا دیکھو
رسُول حق کے مقابل وہ بدشعار آئے
پر اُن میں ایک یہ خُرّانٹ پادری بولا
یہ دیکھو کتنے محمدؐ کے دوستدار آئے
اگر ہو ساتھ میں ان کے صحابیوں کا گروہ
تو پھر مباہلہ کرنے ہر ایک یار آئے
اگر ہوں صرف محمدؐ اور ان کے گھر والے
تو ان کے سامنے کوئی نہ زینہار آئے
وہاں پہ جا کے جو دیکھا رسُول اکرم کو
کہ ساتھ عزیزوں کو لے کر باختصار آئے
تو ڈر کے بھاگے کہ جیسے کسی جماعت پر
خُدا کا قہر ہو نازل خُدا کی مار آئے

تمام ہو گیا خالی وہ اس طرح میدان
کہ جیسے چڑھتی ندی ہو تو جلد اُتار آئے
رسُول لوٹے تو پوچھا یہ کچھ صحابہ نے
کہ آپ جیت کے آئے ہیں یا کہ ہار آئے
کہا یہ آپ نے شکرِ خدا کرو بھائی
یہ پانچ دین کی رنگینیاں نکھار آئے
محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ، حسینؑ و حسنؑ
ہر اک کے سر سے نشہ کبر کا اُتار آئے
گئے تھے جان ہتھیلی پہ لے کے پیشِ خُدا
امّید وار گئے اور کامگار آئے
یہ پانچ رکن بنائیں گے دین کا ایوان
ہر اک گزند کے آگے جو استوار آئے
ضیائی تہنیتِ عید سب کو دیتا ہے
مُباہلہ کا یہ دن سب کو بار بار آئے

(یونگ پرنٹرز کراچی)

تشکّر

میں جملہ شرکاء بزم خصوصاً شعرائے کرام کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے تعاون فرما کر حوصلہ افزائی کی ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ یہ گلدستہ پہلے سے بہتر ہو اگر کچھ خامیاں رہ گئی ہوں تو اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔

(سیّد علی اکبر رضوی)